صحابہ کرام کے قطعی جنتی ہونے پہ ظہور فیضی کے اوہام واشکالات کا رد بلیغ

تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین قطعی جنتی

مصنف

علامہ مفتی سجاد علی فیضی صاحب

دار التحقیق فاؤنڈیشن پاکستان

ضمیمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ملوث نہ ہونے کی تحقیق:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں صحابہ کرام کے ملوث نہ ہونے کی تحقیق کتب میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام آتا ہے کہ وہ شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں ملوث یا شامل تھے۔ مگر یہ یاد رہے کہ کسی کتاب میں بغیر سند یا ضعیف روایت کے نقل کرنے سے وہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی اور نہ وہ صاحب تصنیف کا موقف ہوتا ہے۔ اس مقام پر اختصار کے ساتھ ان صحابہ کرام کے ملوث ہونے کے رد میں تحقیق پیش خدمت ہے۔

ا فروہ بن عمرو الانصاری:

جو بیعت عقبہ میں بھی موجود تھے اور السابقون الاولون کے رضی اللہ عنهم میں سے ہیں (استیعاب 3/1259)

اعتراض:

ابن عبد البر نقل کرتے ہیں۔

كَانَ ممن أعان على قتل عُثْمَان رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

یعنی وہ شہادت عثمان میں شامل تھے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب 3/1259، اسد الغابہ 4/57)

جواب:

اس اعتراض کو خود محدث ابن عبد البر نے رد کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

قل ابو عمر : هذا لا يعرف، ولا وجه لما قالاه فى ذلك ، و لم يكن لقائل هذا علم بمغ كان من الانصاري يوم الدار.

”مفہوم: یہ بات غیر معروف ہے اور ان دونوں (ابن وضاح

اور ابن مزین) نے جو الزام لگایا ہے اس کی کوئی دلیل نہیں، اور اس قول کے قائل کو انصار کا اس فتنے میں جو طرز عمل تھا اس کی کوئی خبر نہیں۔“ (الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب 3/1259)

2۔ محمد بن عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ:

یہ وہ صحابی رسول ﷺ ہیں جن کا نام بھی خود رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا۔ (استیعاب۳: ۲۳۴)

اعتراض:

يقال انه كان اشد الناس على عثمان المحمدون،

.... محمد بن عمر بن حزم "۔ (استیعاب۳: ۲۳۴)

جواب:

محمد بن عمرو بن حزم الانصاری کی تاریخ ولادت دس ہجری ہے حوالہ ہے۔ (طبقات ابن سعد 5/69، الاستیعاب، الاصابہ ابن حجر)۔

طبقات ابن سعد میں انہیں تابعین میں شمار کیا گیا اور لکھتے ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلّى الله عليه وسلم قَدِ اسْتَعْمَلَ عَمْرَو بْنَ حَزْمٍ عَلَى نَجْرَانَ الْيَمَنِ ,فَوُلِدَ لَهُ هُنَالِكَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صلّى الله عليه وسلم سَنَةَ عَشْرٍ مِنَ الْهِجْرَةِ غُلَامٌ , فَأَسْمَاهُ مُحَمَّدًا , وَ كَنَّاهُ أَبَا سُلَيْمَانَ, وَ كَتَبَ بِذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ, فَكَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ أَنْ سَمِّهِ مُحَمَّدًا۔

”جب یہ پیدا ہوئے ان کے والد نجران کے عامل تھے، یہ پیدا ہووے تو ان کے والد نے خط لکھ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بچے کا کیا نام رکھوں تو آپ نے ”محمد“

تجویز کیا۔ ان کی نبی کریم سے اس شیر خوارگی میں بھی ملاقات ثابت نہیں۔" (الطبقات الکبری 69/5)

علامہ ابن العراقی نے انہیں تابعی لکھا ہے:

(تحفة التحصيل في ذكر رواة المراسيل 284/1)

حافظ العلائی نے انہیں تابعی لکھا ہے۔

(جامع التحصيل في أحكام المراسيل 267/1)

استیعاب میں قتل عثمان میں شرکت کا ذکر ہی نہیں ہے، صرف اتنی سی بات ہے کہ وہ سیدنا عثمان کے شدید ناقد تھے:

محدث ابن عبدالبر لکھتے ہیں۔

یقال انه كان اشد الناس على عثمان المحمدون،

.... محمد بن عمر بن حزم"

مذکورہ عبارت میں یقال کے الفاظ اس کے ضعف پر دلالت کر رہے ہیں۔

دوم: ابن سعد نے طبقات 3/ 73-74 میں اس کے بارے میں سندا نقل کیا ہے۔

۳۔ جبلہ بن عمرو ساعدی:

اعتراض:

ان پر اعتراض ہے کہ یہ وہ صحابی تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو بقیع میں دفن نہیں ہونے دیا تھا۔

تاریخ مدینہ میں ان کے بارے میں ایک روایت ہے:

حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ دَابِهِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَزْهَرَ: "لَمْ أَدْخُلْ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَإِنِّي لَفِي بَيْتِي إِذْ أَتَانِي الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوكَ. فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ قَاعِدٌ إِلَى جَنْبِ غِرَارَةِ حِنْطَةٍ فَقَالَ: هَلْ لَكَ إِلَى دَفْنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ؟ فَقُلْتُ: مَا دَخَلْتُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ، وَمَا أُرِيدُ ذَاكَ. فَاحْتَمَلُوهُ، مَعَهُمْ مَعْبَدُ بْنُ مَعْمَرٍ، فَانْتَهَوْا بِهِ إِلَى الْبَقِيعِ، فَمَنَعَهُمْ مِنْ دَفْنِهِ جَبَلَةُ بْنُ عَمْرٍو السَّاعِدِيُّ، فَانْطَلَقُوا إِلَى حُشِّ كَوْكَبٍ، وَمَعَهُمْ عَائِشَةُ بِنْتُ عُثْمَانَ، مَعَهَا مِصْبَاحٌ فِي حُقٍّ، فَصَلَّى عَلَيْهِ مِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ، ثُمَّ حَفَرُوا لَهُ، فَلَمَّا دَلَّوْهُ صَاحَتْ بِنْتُهُ، فَلَمْ يَضَعُوا عَلَى لَحْدِهِ لَبِنًا، وَأَهَالُوا عَلَيْهِ التُّرَابَ، وَانْصَرَفُوا".

(تاريخ المدينة لابن شبة 112/1)

قَالَ عَلِيٌّ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَزْهَرَ: لَمْ أَدْخُلْ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ، فَإِنِّي لَفِي بَيْتِي إِذْ أَتَانِي الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ , فَقَالَ: عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوكَ، فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ قَاعِدٌ إِلَى جَنْبِ غِرَارَةِ حِنْطَةٍ فَقَالَ: هَلْ لَكَ إِلَى دَفْنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ؟ فَقُلْتُ: مَا دَخَلْتُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ وَمَا أُرِيدُ ذَلِكَ، فَاحْتَمَلُوهُ وَمَعَهُمْ مَعْبَدُ بْنُ مَعْمَرٍ، فَانْتَهَوْا بِهِ إِلَى الْبَقِيعِ فَمَنَعَهُمْ مِنْ دَفْنِهِ جَبَلَةُ بْنُ عَمْرٍو السَّاعِدِيُّ،...

(تاريخ المدينة لابن شبة 1240/4)

یعنی۔ جبلہ بن عمرو ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ بدری، یہ وہ صحابی تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو بقیع میں دفن نہیں ہونے دیا تھا۔

جواب:

ابن شبہ کی بیان کردہ پہلی روایت میں علی بن دابہ کا تعین نہیں اور اس کے توثیق معلوم نہیں۔ اس سند میں شرحبیل بن سعد کو جمہور محدثین کرام نے ضعیف کہا ہے اور ان کا حافظہ بھی خراب تھا، جب تک یہ واضح نہ ہو کہ مختلط راوی کا شاگرد قبل از اختلاط مرویات بیان کرتا ہے تو ایسی روایات سے استدلال بھی نہیں کیا جاتا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

> شُرَحبيل بن سَعْد، أبو سعد المدني، مولى الأنصارِ: صدوقٌ اختَلَط بأَخَرَة.
>
> (تقريب التهذيب، رقم2764)

اس پر محققین شعیب الارنووط اور بشار العواد لکھتے ہیں:

> بل: ضعيفٌ، ضعَّفه ابن أبي ذئب، ومالك بن أنس، ويحيى بن معين، وأبو حاتم وأبو زرعة الرازيان، والنسائي، والدارقطني، وما علمنا أحدًا ذكره في الثقات سوى ابن حبان، بل خبر ابن عدي أحاديثه، وقال: "وفي عامة ما يرويه إنكار ...وهو إلى الضعف أقرب".
>
> (تحرير تقريب التهذيب للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني 110/2 رقم2764)

دوسری روایت میں شرحبیل بن سعد موجود ہے جس کے ضعف پر جمہور علماء کی تصریحات اختصار کے ساتھ نقل کردی گئی ہیں۔ اور پھر شرجیل بن سعد اس روایت کو بعض اہل مدینہ سے نقل کر رہے ہیں، اس لیے اس مجہول بعض اہل مدینہ کی وجہ سے بھی یہ روایت ضعیف ہے۔

ابن جریر طبری نے واقدی کی سند سے ان پر حضرت عثمان غنی پر

اعتراض کرنے والا لکھا ہے۔

پہلی سند: ابن جریر لکھتے ہیں:

> قال محمد بن عمر: وحدَّثني محمد بن صالح عن عبيد الله بن رافع بن نقاخة، عن عثمان بن الشَّريد، قال: مرّ عثمان على جَبلة بن عمرو الساعديّ وهو بفناء داره، ومعه جامعة، فقال: يا نعثل؛ (تاريخ الطبري365/4)

دوسری سند: ابن جریر طبری لکھتے ہیں۔

> حدثني محمد، قال: حدَّثني أبو بكر بن إسماعيل عن أبيه، عن عامر بن سعد، قال: كان أوّل من اجترأ على عثمان بالمنطق السيّئ جبَلة بن عمرو الساعديّ، مرّ به عثمان وهو جالس في نديّ قومه، وفي يد جبلة بن عمرو جامعة، فلما مرَّ عثمان سلَّم، فردّ القوم! ، فقال جبلة: لم تردون على رجل فعل كذا و كذا! قال: ثم أقبل على عثمان...
>
> (تاريخ الطبري365/4)

یعنی: ”جب سیدنا عثمان پر اعتراضات ہوئے ان اعتراض کرنے والوں میں حضرت جبلہ بھی تھے۔“

جواب:

ان دونوں حوالہ جات میں واقدی راوی متروک ہے۔ اس لیے مثالب صحابہ میں تو اس کی روایت کسی طور پر قابل قبول نہیں ہوتی۔ جیسے کہ علماء نے وضاحت کر رکھی ہے۔ واقدی کے بارے میں صرف حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کے قول پیش خدمت ہیں۔

واقدی کے بارے میں ابن حجر عسقلانی کا موقف:

1- محمد بن عمر بن واقد الأسلمي الواقدی . متروك مع سعة علمه (ق). تقريب التهذيب رقم 6175

2- "ليس بمعتمد". "الهدى" (417).

3- "لا يحتج به". "الفتح" (73/4).

4- "لا يحتج به إذا انفرد فكيف إذا خالف؟ ! ". "الفتح" (48/8).

5- "ضعيف". "المطالب" (61/2).

6- ضعيف "النكت" (666/2).

7- ضعيف و "الفتح" (166/5).

8- ضعيف "التلخيص" (191/4).

9- "غير حجة". "التهذيب" (617/3).

10- "معروف بالضعف". "التلخيص" (278/3).

11- "حسبك به فى الضعف". "المهرة" (134/6).

12- "ضعيف جدًا". "المطالب" (122/1).

13- "شديد الضعف إذا انفرد فكيف إذا خالف". "الفتح" (157/8).

14- "على طريقة أهل المدينة فى الإنحراف على أهل العراق". "الهدى" (443).

15- "واه". "الدراية" (121/2).

16- "واه". "الإصابة" (565/5).

17- "ليس بحجة وقد تعصب مغلطاى للواقدى فنقل كلام من قواه ووثقه، وسكت عن ذكر من وهاه واتهمه وهم أكثر

عددًا وأشد إتقانًا وأقوى معرفة به من الأولين، ومن جملة ما قواه به أن الشافعى روى عنه. وقد أسند البيهقى عن الشافعى: "أنه كذبه". ولا يقال فكيف روى عنه؟ ! لأنا نقول: رواية العدل ليست بمجردها توثيقًا. فقد روى أبو حنيفة عن جابر الجعفى، وثبت عنه أنه قال: ما رأيت أكذب منه". "الفتح" (113/9).

18- "لو قبلنا قوله فى المغازى مع ضعفه فلا يرد به الأحاديث الصحيحة والله الموفق". "التهذيب" (126/3).

19- "متروك". "الفتح" (139/8).

20- "متروك". و "التلخيص" (339/1).

21- "متروك". و "المهرة" (260/17).

22- "متروك". و "التغليق" (286/2).

23- "متروك الحديث". "النكت" (722/2).

24- "من الكذابين" "اللسان" (707/5). ترجمة: ابن النديم.

25- "كذاب". "الإصابة" (266/2).

26- "ما كان يستحى من الكذب فسبحان من خذله حتى روى هذه الأشياء المتناقضة". "المهرة" (186/4).

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی مختلف کتب میں تقریبا 26 مقامات پر اس کے متروک وضعیف ہونے کی تصریح ہے، اور ہمارے مہربان اس سے فضائل سے درکنار مثالب صحابہ پر استدلال کر رہے ہیں۔

مذکورہ روایت کے دوسرے راوی محمد بن صالح کا تعین اور توثیق بھی نہیں ہے۔

تاریخ طبری کی دوسری سند میں بھی متعدد علتیں موجود ہیں۔

اول: واقدی متروک

دوم: اور ابو بکر بن اسماعیل کی توثیق ثابت نہیں

سوم: عامر بن سعد کا اس فتنہ کے وقت ہونا ثابت بھی نہیں۔

اس لیے ایسی روایات سے کسی لاعلم شخص کو تو گمراہ کیا جا سکتا ہے مگر علمی میدان میں اس کے حجت ہرگز نہیں۔

4۔ عبداللہ بن بُدیل بن ورقاء خزاع رضی اللہ عنہ کی، یہ فتح مکہ سے پہلے اسلام لا چکے تھے۔

اعتراض:

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

روى الْبُخَارِيّ فِي " تاريخه " أنّه ممّن دخل على عُثْمَان، فطعن عُثْمَان فِي وَدَجِه، وعلا التنوخيّ عثمان بالسيف.

’’امام بخاری کے بقول یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گلا کاٹا تھا۔‘‘ (سیر أعلام النبلاء 2/532.)

جواب:

علامہ ذہبی نے جس روایت کی طرف اشارہ کیا اس کو امام بخاری نے اپنی کتاب تاریخ الاوسط میں کچھ اس سند سے نقل کیا ہے:

حَدَّثَنَا محمد, قال : حدثنا محمد بن أبي بكر المقدمي، قال : حَدَّثَنَا حصين بن نمير، قال : حَدَّثَنَا جبير, قال: حدثني جهيم الفهري قال أنا شاهد الأمر كله قال عثمان ليقم أهل كل مصر كرهوا صاحبهم حتى أعزله عنهم وأستعمل الذى يحبون فقال أهل البصرة رضينا بعبد الله بن عامر فأقره وقال أهل الكوفة اعزل عنا سعيد بن العاص واستعمل أبا موسى ففعل وقال أهل الشام قد رضينا بمعاوية فأقره وقال أهل مصر اعزل عنا بن أبي سرح واستعمل علينا عَمْرو بن العاص ففعل فدخل علينا (4) أبو عَمْرو بن بديل الخزاعى والبجوى (5) أو التنوخى فطعنه أبو عَمْرو فى ودجه وعلاه الآخر بالسيف فقتلاه فأخذهم (6) معاوية فضرب أعناقهم. التاريخ الأوسط" 1/572، رقم305

مزید یہ کہ حصین بن نمیر کے شیوخ جبیر نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ حصین بن عبدالرحمن ہے۔ امام بخاری نے تاریخ الکبیر 3/10 رقم 37 پر حصین بن نمیر کے شیوخ میں حصین بن عبدالرحمن کو لکھا ہے، واضح ہوتا ہے کہ قلمی مخطوط میں ناسخ کی خطاء ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

حصين بن عبد الرحمن السلمى أبو الهذيل الكوفى ثقة تغير حفظه فى الآخر۔ تقريب التهذيب، رقم1369

’’حافظ ابن حجر عسقلانی کے حوالہ سے یہ واضح ہو گیا کہ آخر میں اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔‘‘

اس مقام پر یہ بات ضروری ہے کہ اس کے حافظہ متغیر ہونے سے پہلے اور بعد کے راویوں کے بارے میں ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

متفق على الإحتجاج به إلا أنه تغير فى آخر عمره، وأخرج له البخارى من حديث شعبة والثورى وزائدة وأبى عوانة وأبى بكر بن عياش وأبى كدينة وحصين بن نمير وهشيم وخالد الواسطى

وسلیمان بن کثیر العبدی وأبی زید عبثر بن القاسم وعبد العزیز العمی وعبد العزیز ابن مسلم ومحمد بن فضیل عنه.

فأما شعبة والثوری وزائدة وهشیم وخالد فسمعوا منه قبل تغیره، وأما حصین بن نمیر فلم یخرج له البخاری من حدیثه عنه سوی حدیث واحد، وأما محمد بن فضیل ومن ذکر معه فأخرج من حدیثهم ما توبعوا علیه". "الهدی" (398).

"یعنی اس سے احتجاج کرنے پر اتفاق ہے مگر یہ کہ اس کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہوگیا تھا، اس کی حدیث امام بخاری نے شعبہ، ثوری، زائدہ، ابوعوانہ، ابوبکر عیاش اور ابن کدینہ، حصین بن نمر ھشیم، خالد الواسطی، سلیمان بن کثیر، ابی زید عبثر بن القاسم، عبدالعزیز العمی اور عبدالعزیز بن مسلم اور محمد بن فضیل سے بیان کی۔"

مگر شعبہ، ثوری، زائدہ، ھشیم، خالد سے اس سے حافظہ خراب ہونے سے پہلے سنا، اور حصین بن نمیر سے سوائے ایک حدیث کے علاوہ کوئی روایت اس کے واسطہ سے نہیں اور محمد بن فضیل اور اس کے ساتھ دیگر کے ساتھ حدیث کا اخراج کیا جس کی متابعت تھی۔

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ حصین بن عبدالرحمن سے روایت کرنے والا حصین بن نمیر قدیم السماع شاگرد نہیں بلکہ اس سے حافظہ خراب ہونے کے بعد کا راوی ہے اور صحیح بخاری میں جو حصین بن عبدالرحمن سے حصین بن نمیر سے روایت لی، اس کی متابعت موجود ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ روایت حصین بن عبدالرحمن کے حافظہ خراب ہونے اور بُھیم الفھری کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

5۔ محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ:

یہ حجۃ الوداع کے سال میں پیدا ہوئے۔

اعتراض:

علامہ ذہبی نقل کرتے ہیں۔

وَقَالَ الْوَاقِدِيُّ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ تَسَوَّرَ مِنْ دَارِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَلَى عُثْمَانَ، وَمَعَهُ كِنَانَةُ بْنُ بِشْرٍ، وَسُودَانُ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ، فَوَجَدُوهُ عِنْدَ نَائِلَةَ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ، فَتَقَدَّمَهُمْ مُحَمَّدٌ، فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَقَالَ: يَا نَعْثَلُ قَدْ أَخْزَاكَ اللَّهُ، فَقَالَ: لَسْتُ بِنَعْثَلٍ وَلَكِنِّي عَبْدُ اللَّهِ، وَأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ۔

(تاریخ الإسلام 2/242. تاریخ طبری 4/393-494)

مفہوم: محمد بن ابی بکر نے نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا اور ان کی ڈاڑھی کو پکڑ کر کہا: اے یہودی! خدا تمہیں ذلیل ورسوا کرے۔۔۔

جواب:

محمد بن ابی بکر حجۃ الوداع کے سفر میں پیدا ہوئے، اس لیے ان کا صحابی ہونے پر علماء مختلف فیہ نظریہ رکھتے ہیں۔

پیش کردہ اعتراض کے روایت کے راوی واقدی پر تو علماء محققین متروک ہونے کے قائل ہیں، اور پھر یہ روایت مثالب صحابہ کے بارے میں ہے اس لیے واقدی کی روایت صحابہ کرام کے خلاف قابل قبول ہرگز نہیں ہوتی۔

اور اس کے دوسرے راوی عبدالرحمن بن عبدالعزیز کو حافظ ابن حجر عسقلانی ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (فتح الباری 3/ 210). (ہدی الساری 356)

اس کے برعکس مورخ خلیفہ بن خیاط نے صحیح سند سے نقل کیا ہے۔

حدثنا المعتمر عن أبيه الحسن: أن ابن أبي بكر أخذ بلحيته فقال عثمان: لقد أخذت مني مأخذًا أو قعدت مني مقعدًا ما كان أبوك ليقعده، فخرج وتركه.

"جب محمد بن ابی بکر نے داڑھی پکڑی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے مجھ سے جگہ لی یا تم نے مجھ سے ایسی جگہ لی کہ تمہارے والد نہ بیٹھے ہوں گے، چنانچہ وہ باہر نکلے اور اسے چھوڑ دیا۔" (تاریخ خلیفہ/174) (الطبري 4/ 383).

حضرت عثمان کی شہادت میں کسی مہاجرین اور انصار شامل نہ تھے۔

خلیفہ بن خیاط نے سند صحیح سے امام حسن بصری کا قول نقل کیا ہے۔

حدثنا عبد الأعلى بن هيثم قال = حدثني أبي قال: قلت للحسن: أكان فيمن قتل عثمان أحد من المهاجرين والأنصار؟ قال: لا كانوا أعلاجًا من أهل مصر (تأريخ خليفة/176)

مفہوم: امام حسن بصری سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت عثمان کو قتل کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے تھا؟ امام حسن بصری نے کہا: نہیں۔۔۔

اس نکات سے واضح ہوا کہ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں کوئی صحابی مہاجرین اور انصار میں سے نہ تھا۔

6: عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ:

یہ بھی صحابی رسول ﷺ تھے جنہوں نے امام مزی کے بقول حجۃ

الوداع کے موقع پر محمد رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔

اعتراض:

علامہ ذہبی نقل کرتے ہیں۔

وقال الواقدي: حدثني عبد الرحمن بن عبد العزيز،.....قال عبد الرحمن بن عبد العزيز: فسمعت ابن أبي عون يقول: ضرب كنانة بن بشر جبينه بعمود حديد، وضربه سودان المرادي فقتله، ووثب عليه عمرو بن الحمق، وبه رمق، وطعنه تسع طعنات، وقال: ثلاث لله، وست لما في نفسي عليه.

"حضرت عمرو بن حمق نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر خنجر کے پے در پے نو وار کرتے ہوئے کہا: تین خنجر خدا کے لئے مار رہا ہوں اور چھ اس چیز کے بارے میں جو تیرے بارے میں میرے دل میں ہے!۔" (سیر اعلام النبلاء 2/484)

اس متن کو ابن سعد نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ......قال عبد الرحمن بن عبد العزيز: فسمعت ابن أبي عون يقول: ضرب كنانة بن بشر جبينه بعمود حديد، وضربه سودان المرادي فقتله، ووثب عليه عمرو بن الحمق، وبه رمق، وطعنه تسع طعنات، وقال: ثلاث لله، وست لما في نفسي عليه. الطبقات الكبرى 3/74

"مفہوم: حضرت عمرو بن حمق نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر خنجر کے

پے در پے نو وار کرتے ہوئے کہا: تین خنجر خدا کے لئے مار رہا ہوں اور چھ اس چیز کے بارے میں جو تیرے بارے میں میرے دل میں ہے۔"

اسی روایت کو واقدی کی سند سے مورخ ابن جریر طبری نے تاریخ طبری جلد 4 ص 394 پر بھی نقل کیا ہے۔

اسی متن کو ابن شبہ نے اپنی کتاب میں بھی سند سے نقل کیا ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، عَنْ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: دَخَلَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ بِشْرِيَانَ كَانَ مَعَهُ، فَضَرَبَهُ فِي حَشَائِهِ حَتَّى وَقَعَتْ فِي أَوْدَاجِهِ فَخَرَّ، وَضَرَبَ كِنَانَةُ بْنُ بِشْرٍ جَبْهَتَهُ بِعَمُودٍ، وَضَرَبَهُ أَسْوَدَانُ بْنُ حُمْرَانَ بِالسَّيْفِ، وَقَعَدَ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ عَلَى صَدْرِهِ فَطَعَنَهُ تِسْعَ طَعَنَاتٍ. وَقَالَ: عَلِمْتُ أَنَّهُ مَاتَ فِي الثَّانِيَةِ فَطَعَنْتُهُ سِتًّا لِمَا كَانَ فِي قَلْبِي عَلَيْهِ۔ (تاريخ المدينة لابن شبة 1232/4)

مفہوم: حضرت عمرو بن حمق نے حضرت عثمان ؓ پر خنجر کے پے در پے نو وار کرتے ہوئے کہا: تین خنجر خدا کے لئے مار رہا ہوں اور چھ اس چیز کے بارے میں جو تیرے بارے میں میرے دل میں ہے۔

جواب:

گذارش ہے کہ مذکورہ روایت کی مکمل سند ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات ابن سعد 3 / 74 پر واقدی کی سند سے نقل کیا ہے۔ اس لیے اس پر چند نکات پیش خدمت ہیں۔

اول: واقدی متروک راوی ہے اور مثالب صحابہ میں اس کی روایت ہرگز قابل قبول نہیں ہوتی ہے۔ صحابہ کرام کے خلاف مثالب بیان کرنے میں جری ہے۔

دوم: اور اس کے دوسرے راوی عبدالرحمن بن عبدالعزیز کو حافظ ابن حجر عسقلانی ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (فتح الباری 3 / 210)۔ (ہدی الساری رقم 356)

سوم: دوسری سند تاریخ ابن شبہ کی روایت میں ابن شبہ کے شیخ علی کا تعین نہیں ہے، قطع نظر اس کے تعین کہ اس کی سند میں عیسی بن یزید المدنی راوی ماہر انساب ہونے کے باوجود بھی متروک ومنکر الحدیث راوی ہے۔

(ملاحظہ کیجئے لسان المیزان 4/ 408 رقم 1250)

اس تحقیق سے ایسی روایات کا ضعف اور نا قابل حجت ثابت ہوتا ہے۔

7۔ عبدالرحمن بن عدیس ؓ:

اعتراض:

حضرت عبدالرحمٰن بن عدیس ؓ کے بارے میں یہ روایات نقل کی گئی ہیں کہ۔

كان الأمير على الجيش الذى قدم من مصر الذين حاصروه وقتلوه. ولم يقل أحد أنه كان هو قاتل عثمان.

یعنی: یہ مصر ان کے ان لوگوں کے سردار تھے جنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

(الاستيعاب 1445 والجرح والتعديل 248/5 تاريخ الاسلام 319/3 الاعلام 3: 316 تبصير المنتبه 10029/3 بقى بن مخلد 916 المعرفة والتاريخ 3/1 المصنف لابن أبي شيبة: 492/7. الإكمال لابن ماكولا: 150/6. الإصابة لابن حجر: 358.281/4. (المعرفة والتاريخ 488/2-489). (كشف الأستار فى زوائد البزار 177/3-178).

جواب:

گذارش ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عدیس ؓ کے بارے میں ایسی جتنی بھی مرویات ہیں، ان میں چند علتیں واضح موجود ہیں۔

اول: وہ سب محمد بن عمرو الواقدی کی سند سے ہیں۔

دوم: ان تمام حوالہ جات میں بنیادی راوی عبداللہ بن لھیعۃ راوی ہے جس کا حافظہ خراب بھی تھا، اور اس کی کتابیں جل گئی تھیں، اس لیے اس کی مرویات کو محدثین نے قبول نہیں کیا۔ اس پر تفصیل کے ساتھ کتب اسماء الرجال میں لکھ گیا ہے۔

سوم: اس کے علاوہ مسند بزار کی روایت میں بشر بن آدم کے بارے میں حافظ ابن حجر اپنی کتاب تقریب التہذیب رقم 675 پر صدوق فیہ لین لکھتے ہیں۔

دوسری روایت کی تحقیق:

تاریخ طبری 4/381 پر بھی اسی طرح کی مفہوم کی ایک روایت نقل کی گئی ہے:

حدثني أحمد بن عثمان بن حكيم قال: حدثنا عبد الرحمن بن شريك، قال: حدثني أبي عن محمد بن إسحاق عن يعقوب بن عتبة بن الأخنس، عن ابن الحارث بن أبي بكر، عن أبيه أبي بكر بن الحارث بن هشام قال.... الطبری (التریخ 4/381).

مذکورہ روایت میں چند راویوں کے ضعف پر محدثین کی رائے پیش خدمت ہیں۔

اول۔ عبد الرحمن بن شريك بن عبد الله النخعي، الكوفي، صدوق يخطىء۔ (التقريب/3893).

دوم۔شريك بن عبد الله النخعي- صدوق يخطىء كثيرا تغير حفظه۔ (تقريب التهذيب 1/266 رقم 2787)

سوم۔محمد بن إسحاق بن يسار المطلبى، المدنى، إمام المغازى، صدوق يدلس، ورمى بالتشيع والقدر۔ (التقريب/5725).

چهارم۔الحارث بن أبي بكر بن عبد الرحمن بن

الحارث بن هشام لمخزومى.. مجهول.

(الجرح والتعديل 3/70.)

تیسری روایت کی تحقیق:

معجم الکبیر طبرانی 1/83 میں اُن رجلاً من الأنصار اور حضرت محمد بن ابی بکر کا ذکر ہے۔ مگر اس میں بھی مبارک بن نضالہ تیسرے طبقہ کے مدلس ہیں، جس کی وجہ سے یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

چوتھی روایت کی تحقیق:

خلیفہ بن خیاط نے تاریخ خلفیہ بن خیاط ص 158 پر ابوالحسن المدائنی کے قول کو نقل کیا ہے۔ مگر ان کا قول بھی بطور مورخ ہی ہے۔ اور انہوں نے یہ دور نہیں پایا تھا۔ اس لیے ان کی بغیر سند کے ایسی باتوں کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

اصحاب شجرہ کے قطعی جنتی ہونے پر روایت:

ویسے بھی اصحاب شجرہ جنہوں نے بیعت رضوان میں بیعت کی تھی، ان کے بارے میں نص قطعی قران اور احادیث رسول ﷺ کی موجود ہے۔

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُولُ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ مُبَشِّرٍ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ عِنْدَ حَفْصَةَ: »لَا يَدْخُلُ النَّارَ، إِنْ شَاءَ اللهُ، مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ، الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا« قَالَتْ: بَلَى، يَا رَسُولَ اللهِ فَانْتَهَرَهَا، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: {وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا} [مريم: 71] فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : قَدْ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا} [مريم: 72].

”ابو زبیر نے خبر دی کہا: انھوں نے جابر بن عبد اللہ ؓ سے سنا، کہہ رہے تھے۔ مجھے ام مبشر ؓ نے خبر دی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حفص ؓ کے ہاں یہ فرتے ہوئے سنا، ”ان شاء اللہ اصحاب شجرہ (درخت والوں) میں سے کوئی ایک بھی جس نے اس کے نیچے بیعت کی تھی جہنم میں داخل نہ ہوگا ۔وہ (حضرت حفصہ ؓ) کہنے لگیں۔ اللہ کے رسول اللہ ﷺ ! کیوں نہیں! (داخل تو ہوں گے۔) آپ ﷺ نے انھیں جھڑک دیا تو حضرت حفصہ ؓ نے آیت پڑھی: ”تم میں سے کوئی نہیں مگر اس پر وارد ہونے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فر یا: ”(اس کے بعد) اللہ تعالیٰ نے یہ (بھی) فرمایا ہے۔ پھر ہم تقویٰ اختیار کرنے والوں کو (جہنم میں گرنے سے) بچالیں گے اور ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل پڑا رہنے دیں گے۔“

(صحیح مسلم رقم الحدیث 6569)

قطعی نصوص کے مدمقابل ضعیف، متردک اور مورخین کے غیر ثابت اقوال کیسے قبول کیے جاسکتے ہیں؟ علمی میدان میں جس کی کوئی نہ حیثیت نہ وقعت۔

الزامی جواب:

اگر کوئی بدعتی شخص بضد ہو کہ جرح و تعدیل کو ہم نہیں مانتے اور اگر یہ ضعیف ہیں تو پھر ان روایات کو مورخین اور علماء نے کتابوں میں نقل ہی کیوں کیا ہے۔

تو پھر ایسے شخص کے لیے الزامی جواب یہ ہے کہ اس طرح کی مرویات تو آپ کے نزدیک بھی مسلمہ صحابی حضرت عمار بن یاسر ؓ کے بارے میں بھی ہے۔ پھر شوق پورا کیجئے اور حضرت عمار بن یاسر ؓ کو بھی حضرت عثمان رضی اللہ کے خلاف ہونے کا فتویٰ جڑ دیجئے۔

الزامی طور پر چند حوالہ جات حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی پیش خدمت ہیں۔

1 المسند امام احمد بن حنبل (بتحقيق أحمد شاكر 349/1).
2 أسد الغابة (3/ 487).
3 تاريخ دمشق (ترجمة عثمان 246).
4 حلية الأولياء (1/140).

اس تحقیق سے واضح ہوا کہ کہ صحابی رسول ﷺ کے بارے میں ایسی مرویات سے استدلال کرنا باطل و مردود ہے، اگرچہ اس کو متعدد کتب میں ہی نقل کیوں نہ کیا گیا ہو۔ قاری ظہور احمد فیضی کے ایک اعتراض کے ضمن میں دیگر صحابہ کرام کے بارے میں بھی اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے، تحقیق پیش کی ہے تا کہ حقائق واضح ہوسکیں اور بھولی بھالی عوام الناس کو صرف کتاب دکھا کر بہکانے کی کوشش نہ کرے۔ یہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ جو بھی صحابہ کرام ؓ کے خلاف ایسے اقوال پیش کرے، ان کی تحقیق ضرور کیجئے، اور دوسری بات یہ کہ قران اور احادیث کے نص کے مقابلہ میں مثالب صحابہ کی کوئی حیثیت نہیں۔

حضرت عبیداللہ بن جحش پر نصرانی ہونے کا الزام:

اسی طرح عبیداللہ بن جحش ؓ کے نصرانی ہونے کے بارے میں متعدد کتب سے پیش کی جاتی ہیں۔

جواب:

عبیدالله بن جحش رضى الله عنه كے نصرانى ہونے كى مرويات ثابت نهيں. ابن اسحاق، سيرة

ابن اسحاق ص 0 9، 1 4 2۔ بحواله الروض الانف 2/ 3 4 7 ،طبقات ابن سعد 8/ 97، رقم 1 9 4 بجواجه واقدی کذاب ،تاریخ طبری 2/ 312،مستدرك حاكم رقم 6847،مرسل،ابو معرفة الصحابه ابو نعيم،رقم 6 7 7 6،مرسل زهری،طبرانی الکبیر رقم 4 0 4،ابن لهيعة كا ضعف اوختلاط مروايت پيش کی جاتی هيں۔

تمام روایات ضعیف، متروک ومرسل اور نہ قابل استدلال ہیں۔

بلکہ حقائق اس کے مترادف ہیں۔

بلكه سنن ابی داود كتاب النكاح، باب الصداق (رقم 2 0 9 3) اور سنن نسائی كتاب النكاح، القسط فی الأصدقة (6/ 119) وصححه الألبانی، صحيح النسائی (2/705).

میں تو حضرت عبیداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نصرانی ہونے کا ذکر تک نہیں۔

عبداللہ بن سعد بن ابی السرح پر نصرانی ہونے کا الزام:

اسی طرح عبداللہ بن سعد بن ابی السرح کے نصرانی ہونے پر تاریخ طبری، مستدرک حاکم، سیرۃ بن اسحاق، فتوح البلدان کے حوالہ سے الزام لگایا جاتا ہے۔

جواب:

یہ تمام حوالہ جات بھی قابل استدلال نہیں کہ ان روایت میں کلبی، واقدی اور دیگر متروک راوی یا مرسل روایات ہیں۔ اس لیے ایسی مرویات کے سہارے اتنا بڑا الزام کسی پر ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ بات پہلے بیان ہوچکی ہے کہ علماء نے یہ بات واضح کی ہے کہ نقل سے ثبوت کا اثبات نہیں ہوتا بلکہ اس کا دارومدار اسانید پر ہے، اور اگر اسانید ثابت نہیں تو نقل سے توثیق ثابت نہیں ہوتی۔ قارئین کرام کے لیے علامہ تاج الدین سبکی کا حوالہ پیش خدمت ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ ”قاعدة فی المؤرخين نافعة جداً“ کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

> فان اهل التاريخ ربما وضعوا من اناس ورعوا اناسا اما لتعصب او لجهل او لمجرد اعتماد على نقل من لا يوثق به او لغير ذلك من الاسباب والجهل فی المؤرخين اكثر منه فی اهل الجرح والتعديل و كذلك التعصب قل ان رايت تاريخا خاليا من ذلك واما تاريخ شيخنا الذهبی غفر الله له فانه على حسنه وجمعه مشحون بالتعصب المفرط لا واخذه الله فلقد اكثر الوقيعة فی اهل الدين اعنی الفقراء الذين هم صفوة الخلق واستطال بلسانه ... فالرأی عندنا ان لا يقبل مدح ولا ذم من المؤرخين الا بما اشترطه اما الأئمة وحبر الامة وهو الشيخ الامام الوالد رحمه الله حيث قال ونقلته من خطة فی مجامعه يشترط فی المؤرخ

1۔ الصدق

2۔ واذا نقل يعتمد اللفظ دون المعنى

3۔ وان لا يكون ذلك الذی نقله اخذه فی المذكرة و كتبه بعد ذلك

4۔ وان يسمى المنقول عنه

فهذه شروط أربعة فيما ينقله

ويشترط فيه ايضا لما يترجمه من عند نفسه ولما عساه يطول فى الترجم من النقول ويقصر

1۔ ان يكون عارفا بحال صاحب الترجمة علما ودينا وغيرهما من الصفات وهذا عزيز جدا

2۔ وان يكون حسن العبارة عارفا بمدلولات الالفاظ

3۔ وان يكون حسن التصوير حتى يتصور حال ترجمته جميع حال ذلك الشخص ويعبر عنه بعبارة لا تزيد عليه ولا تنقص عنه

4۔ وان لا يغلبه الهوى فيخيل اليه هواه الاطناب فى مدح من يحبه والتقصير فى غيره بل اما ان يكون مجردا عن الهوى وهو عزيز واما ان يكون عنده من العدل ما يقهر به هواه ويسلك طريق الانصاف فهذه اربع شروط اخرى ولك ان تجعلها خمسة لان حسن تصويره وعلمه قد لا يحصل معهما الاستحضار حين التصنيف فيجعل

5۔ حضور التصور زائدا على حسن التصور والعلم فهى تسعة شروط فى المؤرخ واصعبها الاطلاع على حال الشخص فى العلم فانه يحتاج الى المشاركة فى علمه والقرب منه حتى يعرف

مرتبته انتهى وذكر ان كتابته لهذه الشروط كانت بعد ان وقف على كلام ابن معين فى الشافعي وقول احمد بن حنبل انه لا يعر الشافعي ولا يعرف ما يقول

مفہوم: اہل تاریخ بعض دفعہ کچھ لوگوں کو ان کے مقام و مرتبہ سے گرا کر اور کچھ کو اونچا کر کے پیش کرتے ہیں، یہ یا تو تعصب، یا جہل، یا غیر موثوق راوی کے نقل پر اعتمادِ محض وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ شاید ہی کسی تاریخ کو آپ اس سے خالی پائیں گے۔ اس بارے میں صحیح و صائب رائے ہمارے نزدیک یہ ہے کہ چند شرائط کے بغیر مؤرخین کی نہ تو کسی مدح کو قبول کیا جائے اور نہ ہی جرح کو، وہ شرائط یہ ہیں:

۱:...... مؤرخ صادق ہو۔

۲:...... روایت باللفظ پر اعتماد کیا ہو، نہ کہ روایت بالمعنی پر۔

۳:...... اس کی نقل کردہ روایت مجلسِ مذاکرہ میں سن کر بعد میں نہ لکھی گئی ہو۔

۴:...... جس سے نقل کر رہا ہو، اس کے نام کی صراحت کرے۔

۵:...... اپنی طرف سے کسی کے حالات بیان نہ کرے۔

۶:...... تراجم میں کثرتِ نقل کو اختیار نہ کرے۔

۷:...... مترجم لہٗ کے علمی اور دینی حالات سے پوری طرح واقف ہو۔

۸:...... حسنِ عبارت کا مالک ہو اور الفاظ کے مدلولات سے واقف ہو۔ ۹

:...... حسنِ تصور والا ہو، یہاں تک کہ مترجم لہٗ کے تمام حالات اس کے سامنے ہوں، اس کے بارے میں ایسی عبارت لائے جو نہ اُسے اس کے حقیقی مقام سے اونچا کرے اور نہ گرا دے۔

۱۰:...... ہوٰی پرستی کا شکار نہ ہو کہ وہ اس کو اپنی محبوب شخصیت کی مدح میں اطناب

اور دیگر کے بارے میں تقصیر پر مجبور کرے، یا تو ہوئی سے بالکل پاک ہو یا اس میں ایسا عدل ہو جو اس کے ہوئی کو مغلوب کر کے انصاف پر مجبور کرے۔

(قاعدة فی المؤرخین ص66

طبری کا اپنا موقف ومنہج:

طبری نے تو خود اس کا بیان کیا ہے کہ

> فما يكن في كتابي هذا من خبر ذكرناه عن بعض الماضين مما يستنكره قارئه، أو يستشنعه سامعه، من أجل أنه لم يعرف له وجها في الصحة، ولا معنى في الحقيقة، فليعلم انه لم يؤت في ذلك من قبلنا، وإنما أتى من قبل بعض ناقليه إلينا، وإنا إنما أدينا ذلك على نحو ما أدي إلينا

(تاریخ الطبری: 8/1)

ترجمہ: ”اس کتاب میں جو بعض ایسی روایات ہیں جنہیں ہم نے پہلے لوگوں سے نقل کیا ہے، جن میں ہماری کتاب پڑھنے والے یا سننے والے اس بنا پر نکارت وعجب سا محسوس کریں گے کہ اس میں انہیں صحت کی کوئی وجہ اور مطلب ومفہوم میں کوئی حقیقت نظر نہ آئے تو انہیں جاننا چاہیے کہ ان کو بیان کرنا ہم نے خود اپنی طرف سے نہیں کیا۔ بلکہ اس کا منبع وہ ناقل ہیں جنہوں نے وہ روایات ہمیں بیان کیں، اور ہم نے وہ روایات اسی نقل کردی جس طرق سے وہ ہمیں پہنچیں۔“

اس تحقیق سے واضح ہوا کہ نقل عبارت ہی کافی نہیں بلکہ اس کے مندرجات کا ثابت ہونا اور نصوص کے خلاف اور عقائد اہل سنت سے متصادم نہ ہونا ہے۔